تفسیر ابی سعودؒ

مولانا نور الرحمان ہزاروی
(ناظم تعلیمات جامعہ ندوۃ العلم کراچی)

''وہ کتابیں اپنے آباء کی......'' کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور مآخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ علامہ ابوالسعود کی مشہور تفسیر، تفسیر ابی السعود کے بارے میں سیر حاصل تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

وہ تفاسیر جن سے علامہ ابوالسعودؒ نے استفادہ کیا! علامہ ابوالسعودؒ تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی سے بہت زیادہ متأثر نظر آتے ہیں، مقدمہ تفسیر میں وہ ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''......لاسیما الكشاف وأنوار التنزيل، المتفردان بالشأن الجليل، والنعت الجميل، فإن كلّا منهما قدأحرز قصب السبق أيّ إحراز. كأنه مرأة لاجتلاء وجوه الإعجاز، صحائفهما مرايا المزايا الحسان، وسطورهما عقود الجُمان وقلائد العقيان.'' (مقدمة التفسير: ۸) یعنی ''خاص طور پر تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی کہ یہ دونوں بے نظیر، جلیل القدر اور اچھے اوصاف کی حامل تفاسیر ہیں کیونکہ ان دونوں نے تمام تفاسیر پر کامل سبقت اور فوقیت حاصل کی ہے گویا کہ وہ وجوہ اعجاز کے ظہور کے لئے آئینے ہیں ان کے صفحات امتیازی اور عمدہ خصوصیات واوصاف کے لئے آئینے ہیں اور ان کی سطریں گویا موتیوں اور خالص سونے کے ہار ہیں''۔

علامہ ابوالسعودؒ ''إرشاد العقل السليم'' کی تصنیف سے پہلے تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی پڑھاتے تھے، حتیٰ کہ ان اوقات میں بھی وہ ان کی تدریس نہیں چھوڑتے تھے جن میں وہ سلطان سلیمان خان کے ساتھ جہاد کے لئے نکلتے ان کے طلبہ ان کے ساتھ ہی ہوتے اور ان سے جدا نہ ہوتے۔ اس وقت ان کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ایسی تفسیر لکھی جائے جو ان دونوں تفاسیر کو جامع ہو اور اس میں کچھ ایسے اضافے بھی ہوں جو انہوں نے دیگر تفاسیر وکتب سے حاصل کیے۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالے۔ چنانچہ زندگی کے آخری سالوں میں ان کی یہ تمنا پوری ہوئی۔ تفسیر کشاف میں مذکور اعتزالیات سے یہ تفسیر خالص ہے۔ بلکہ انہوں نے جابجا اپنی تفسیر میں معتزلہ کے عقائد مع دلائل پر تنبیہ بھی کی ہے۔ تفسیر کشاف سے استفادہ کے سلسلہ میں انہوں نے اس مقولہ پر عمل کیا ہے: ''خُذْ ماصفا، ودَعْ مَاكَدَر''۔

قرآن کریم کا سرِّ اعجاز اور بلاغی پہلو! علامہ ابوالسعودؒ عبارت کی جاذبیت، دل آویزی اور دلکشی کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، وہ مقدور بھر قرآن کریم کے نظم واسلوب کے سرّ اعجاز اور بلاغی پہلو کو اجاگر کرنے کی پوری سعی کرتے ہیں۔ علی الخصوص فصل ووصل، ایجاز واطناب، تقدیم وتاخیر، اعتراض وتذییل......اور ان جیسے بلاغی امور کے بیان میں وہ بہت زیادہ جانفشانی سے کام لیتے ہیں۔ علاوہ ازیں قرآنی تراکیب جن دقیق وعمیق معانی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتی ہیں، ان کے کشف واظہار کا وہ بھرپور اہتمام کرتے ہیں۔ یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جو لغت عربیہ کے لطائف ودقائق سے

پوری طرح واقف ہو اور اس پر اسے مکمل دسترس حاصل ہو۔ اس میدان میں علامہ ابوالسعودؒ علامہ زمخشری اور قاضی بیضاوی کے بعد تمام مفسرین میں سب سے آگے نظر آتے ہیں۔

نحوی و اعرابی مباحث!: علامہ ابوالسعودؒ آیات کریمہ کی تفسیر کے ذیل میں نحوی و اعرابی مباحث کے بیان کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ فصحائے عرب کے اشعار سے بھی استشہاد کرتے ہیں، جس سے آیت کریمہ کے مفہوم و مطلب کے سمجھنے میں خوب مدد ملتی ہے۔ مفردات اور جمل کی اعرابی حیثیت میں بقدر ضرورت تمام ممکنہ احتمالات بیان کرتے ہیں۔ دیگر مفسرین کے مقابلہ میں انہوں نے اس کا زیادہ اہتمام کیا ہے مگر اعتدال کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے۔ علامہ آلوسیؒ کی طرح نہیں جنہوں نے اپنی تفسیر میں نحوی مباحث کے بیان میں بہت زیادہ افراط سے کام لیا ہے۔ بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

لغوی، صرفی و تعلیلی مباحث!: علامہ ابوالسعودؒ نے آیات کریمہ کی تفسیر کے ذیل میں جا بجا لغوی، صرفی و تعلیلی مباحث بھی ذکر کی ہیں۔ اگر کسی لفظ میں کئی لغات ہوں تو وہ انہیں ضرور ذکر کرتے ہیں۔ کلمہ اگر جمع ہو تو اس کا مفرد، مفرد ہو تو جمع، کلمہ کی اصل اور اس کی مکمل لغوی تحقیق بیان کرنے کا وہ بھرپور اہتمام کرتے ہیں۔

علامہ ابوالسعودؒ کسی لفظ میں مختلف لغات بیان کرتے وقت فصحائے عرب کے اشعار بھی استشہاد میں پیش کرتے ہیں۔ تفسیر ابی السعود میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

فقہی مباحث!: آیات احکام کی تفسیر میں آیت کریمہ جن احکام و مسائل پر مشتمل ہوتی ہے علامہ ابوالسعودؒ ان کی خوب وضاحت کرتے ہیں، مگر دیگر مفسرین کی طرح وہ فقہی مناقشات اور مختلف ائمہ کے دلائل اور ان کے جوابات سے تعرض نہیں کرتے۔ اکثر و بیشتر وہ آیت کریمہ میں مذکور فقہی مسئلہ میں فقہاء کرام کے مذاہب بیان کرتے ہیں، مگر دلائل وغیرہ کی تفصیل میں نہیں جاتے۔ چونکہ حنفی ہیں اس لئے عموماً حنفی مسلک کی تائید کرتے ہیں۔ بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت کریمہ: ﴿لایؤاخذ کم اللہ باللغو في أیمانکم......﴾ کی تفسیر کے ذیل میں انہوں نے یمین لغو کی تحدید میں مختصراً امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف بیان کیا۔ بعد ازاں حنفی و شافعی دونوں مذاہب کے مطابق آیت کریمہ کا مفہوم بیان کیا۔

ربط آیات اور قراءات قرآنیہ!: یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ قرآن کریم کے فہم میں ربط آیات کو کس قدر دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین عموماً اپنی تفاسیر میں آیات کے درمیان ربط اور مناسبت کے بیان کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، علامہ ابوالسعودؒ بھی آیات کے باہمی ارتباط و مناسبت کی اہمیت سے خوب خوب واقف ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بھی اپنی تفسیر میں آیات کے باہمی جوڑ و مناسبت کو انتہائی اہتمام کیساتھ بیان کیا ہے۔

اسی طرح قراءات قرآنیہ کی اہمیت بھی ہر ایک پر واضح ہے کہ بسا اوقات کسی آیت کا مفہوم قراءات قرآنیہ کے بغیر

واضح نہیں ہوتا۔ علامہ ابوالسعودؒ نے اس کا بھی بہت خیال کیا ہے، وہ آیات کریمہ کی تفسیر کے ذیل میں جابجا قراءات قرآنیہ ذکر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، مگر دیگر بعض مفسرین کی طرح انہوں نے اس میں توسع سے کام نہیں لیا ہے۔ بلکہ بقدر ضرورت کہ آیت کے معنی واضح ہوجائیں، انہوں نے قراءات قرآنیہ کا بیان کیا ہے۔ مثلاً سورۃ الصف کی آیت کریمہ: ﴿تؤمنون باللّٰہ ورسوله وتجاهدون في سبيل اللّٰه بأموالكم وأنفسكم﴾ کی تفسیر کے ذیل میں انہوں نے فرمایا کہ یہ خبر ہے، مگر معنی امر ہے۔ اس کی تائید میں انہوں نے دو قراءتیں پیش کیں۔

اسرائیلی روایات!: اسرائیلی روایات آستین کے سانپ کی مانند ہیں، ان روایات نے اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا ہے، یہ المناک حقیقت کسی پر مخفی نہیں ہے۔ علامہ ابوالسعودؒ بھی ان کی ہولناکیت سے خوب واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں اسرائیلی روایات کا ذکر بہت کم کیا ہے۔ کبھی کبھار تو وہ ان پر خوب نقد کرتے ہیں، اور کبھی بغیر نقد کے ذکر کرتے ہیں۔ مگر عموماً وہ جو اسرائیلی روایات ذکر کرتے ہیں، وہ عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی نہیں ہوتی ہیں۔ البتہ وہ اسلامی مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہوتی ہیں اور نہ ہی عقل سلیم انہیں قبول کرتی ہے۔ اکثر وہ اسرائیلی روایات صیغۂ ضعف مثلاً قیل یا روي وغیرہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور یوں وہ اپنے آپ کو بری الذمہ کردیتے ہیں۔ تفسیر ابی السعود میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔

مثلاً سورۃ النحل کی آیت کریمہ: ﴿وإني مرسلة إليهم بهدية فناظرة بم يرجع المرسلون﴾ کی تفسیر کے ذیل میں انہوں نے لکھا ہے کہ ملکہ بلقیس نے پانچ سو غلام بہترین لباس میں ملبوس تحفہ کے طور پر بھیجے تھے۔ اس بابت انہوں نے ایک عجیب وغریب قصہ بیان کیا ہے (تفسير أبي السعود: ٥/٨٣) اور اس پر کوئی تنقید نہیں کی۔ ممکن ہے کہ ''رُوي'' کے لفظ سے انہوں نے اس کے ضعف کی جانب اشارہ کیا ہو۔

سورۃ الفجر کی آیت: ﴿إرم ذات العماد﴾ کی تفسیر میں انہوں نے ''إرم'' کی جو صفات بیان کی ہیں کہ ان میں سے ایک آدمی کا قد چار سو ذراع تھا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت سے نوازا تھا کہ ان میں ایک شخص تن تنہا ایک بڑی چٹان اُٹھا کر کسی محلّہ یا قبیلہ پر پھینک دیتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہوجاتے (تفسير أبي السعود: ٦/٤٢٥)۔ یہ سب خرافات اور اسرائیلی روایات ہیں۔ انہیں ذکر کرکے ان پر انہوں نے کوئی نقد بھی نہیں کیا اور نہ انہیں انہوں نے صیغۂ ضعف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

سورۃ یوسف کی آیت کریمہ: ﴿ولقد همت به وهم بها لولا أن رأى برهان ربه﴾ کی تفسیر کے ذیل میں انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ''همّ'' اور ''رؤيتِ برهان'' کی تفسیر میں چند اسرائیلی روایات ذکر ہیں۔

تفسیر ابی السعود پر انتقادات!: اہل علم نے تفسیر ابی السعود کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور اسے تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی کے بعد سب سے بہترین تفسیر قرار دیا ہے۔ یقیناً یہ بھی ایک عظیم الشان اور علمی تفسیر، مگر انبیاء کرام علیہم السلام

کے علاوہ کسی بھی انسان کے لئے عصمت ثابت نہیں، علامہ ابوالسعودؒ بھی انسان تھے، وہ کوئی ماورائی مخلوق نہیں تھے اور نہ معصوم تھے کہ ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوسکتی۔ ان کی تفسیر میں کچھ باتیں ایسی ہیں جن پر نقد کیا جاسکتا ہے۔ تفسیر کے سرسری مطالعہ سے جو قابلِ نقد باتیں سامنے آئی ہیں ان میں سے چند پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

پہلا انتقاد!: علامہ ابوالسعودؒ نے اپنی تفسیر میں جا بجا مختلف آیات کی تفسیر کے ذیل میں اسرائیلی روایات ذکر کی ہیں، حالانکہ ان کے ذکر کرنے کی ان کو چنداں ضرورت نہ تھی۔ ہمارے خیال کے مطابق کوئی آیت بھی ایسی نہیں ہے جس کا فہم کسی اسرائیلی روایت پر موقوف ہو۔ اس کے باوجود معلوم نہیں کس غرض سے انہوں نے یہ روایات ذکر کی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے قارئین کو متنبہ کرنے کے لئے ان کا ذکر کیا ہے تو یہ بات تسلیم نہیں کیونکہ بسا اوقات وہ اسرائیلی روایات پر نقد کیے بغیر گذر جاتے ہیں۔ پھر بعض حضرات نے ان کی جانب سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ اسرائیلی روایات کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے وہ ان کا ذکر ''قیل'' یا ''روي'' وغیرہ ضعف کے صیغوں کے ساتھ کرتے ہیں، اس طرح ان پر نقد بھی ہوجاتا ہے تو اس جواب پر بھی راقم کو اشکال ہے، وہ یہ کہ ''قیل'' اور ''روي'' کے صیغے ہمیشہ بیانِ ضعف کے لئے نہیں ہوتے۔ کبھی اختصار کے قصد سے بھی یہ صیغے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جس طرح ''قیل'' کا صیغہ تعدد اقوال کے بیان کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اگر ''روي'' وغیرہ کا استعمال بیان ضعف کے لئے قرار دیا جائے تو اس طرح ان تمام صحیح احادیث کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا جو آیات وسور کے شان نزول یا آیات کی تفسیر میں علامہ ابوالسعودؒ نے ''روي'' کے صیغہ کے ساتھ ذکر کی ہیں اور تفسیر ابی السعود میں اسکی متعدد مثالیں ہیں۔

دوسرا انتقاد!: علامہ ابوالسعودؒ اپنی تفسیر میں ''کلبي عن أبي صالح'' کے طریق سے بعض قصے نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ کلبی متہم بالکذب ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے اس کے متعلق فرمایا: ''الکلبي اتهموه بالکذب، وقد مرض، فقال لأصحابه في مرضه: کل شيء حدّثتکم عن أبي صالح، کذب''. (الدرالمنثور: ۶/۴۲۳) یعنی ''محدثین نے کلبی کو متہم بالکذب قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو اپنے شاگردوں سے اس نے کہا کہ میں نے تم سے ابوصالح سے جو حدیثیں بیان کی ہیں وہ سب جھوٹی ہیں''۔

بعض حضرات نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ اس قسم کی روایات کے آخر میں ''واللّٰه تعالیٰ أعلم'' کہہ کر اس بات پر تنبیہ کردیتے ہیں کہ یہ روایت مشکوک ہے۔ مگر عرض ہے کہ آخر علامہ ابوالسعودؒ کو اس قسم کی روایات ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ حالانکہ انہیں خوب پتہ تھا کہ کلبی جھوٹا ہے۔ اس قسم کی روایات تو محدثین کے ہاں یقینی طور پر ناقابلِ احتجاج ہوتی ہیں، پھر ''واللّٰه أعلم'' کہہ کر اظہار شک کرنے کا کیا مطلب؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔ علاوہ ازیں ایسی احادیث کا بیان کرنا بھی ناجائز ہے۔

تیسرا انتقاد!: جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ علامہ ابوالسعودؒ نے اپنی تفسیر میں تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی پر سب سے

زیادہ اعتماد کیا ہے۔ان دونوں تفاسیر سے انہوں نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان دونوں تفاسیر میں موجود خامیوں اور آلودگیوں سے وہ بچتے، مگر صد افسوس کہ بعض چیزوں میں وہ اپنا دامن آلودہ ہونے سے نہ بچا سکے۔ مثلاً فضائلِ سور وآیات کے سلسلے میں وارد احادیث جو علامہ زمخشری اور قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفاسیر میں ذکر کی ہیں، علامہ ابوالسعودؒ نے بھی انکا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر احادیث باتفاق محدثین موضوع یا انتہائی درجہ کی ضعیف ہیں۔سورتوں کے فضائل سے متعلق احادیث علامہ ابوالسعودؒ اختتامِ سورت پر ذکر کرتے ہیں۔

محدثین نے کہا ہے کہ وہ سورتیں جن کے فضائل سے متعلق وارد احادیث صحیح ہیں، یہ ہیں: سورۃ فاتحہ، سورۃ آل عمران، سورۃ الانعام، سورۃ کہف، سورۃ یسٓ، سورۃ الدخان، سورۃ الملک، سورۃ الزلزال، سورۃ النصر، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، معوذتین اور سبع طوال اجمالاً۔ان میں صحیح تر حدیث وہ ہے جو سورۃ الاخلاص کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے۔ان کے علاوہ کسی بھی سورت کی فضیلت سے متعلق حدیث صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ سورتوں کے فضائل سے متعلق وارد کچھ حدیثیں ایسی بھی ہیں جو حسن ہیں اور کچھ ضعیف ہیں، مگر ان کا ضعف، وضع کی حد تک نہیں پہنچا۔

چوتھا انتقاد!: علامہ ابوالسعودؒ نے سببِ نزول کے بیان میں موضوع اور واہی احادیث کا بھی سہارا لیا ہے، مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت کریمہ: ﴿وإذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنّا وإذا خلوا إلى شياطينهم قالوا إنا معكم إنما نحن مستهزئون﴾ کے شان نزول میں انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت ذکر کی ہے، کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ لوگ ایک دن باہر نکلے تو صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سامنے سے آتی ہوئی دکھائی دی، تو ابن ابی نے کہا، تم دیکھنا میں ان بے وقوفوں کو کس طرح تم سے پھیروں گا، چنانچہ جب یہ حضرات ان لوگوں کے قریب پہنچے تو ابن ابی نے حضرت صدیق اکبرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: ''مرحبا اے بنی تمیم کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے یارِ غار!''، اور حضرت فاروق اعظمؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ''مرحبا اے بنی عدی کے سردار فاروق، اپنے دین میں مضبوط اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنی جان و مال کی قربانی دینے والے!''۔ پھر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ''مرحبا اے نبی ﷺ کے عم زاد و داماد اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تمام بنی ہاشم کے سردار!''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اس سے کہا: اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور نفاق مت کر، کیونکہ منافقین اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں، تو وہ کہنے لگا: ''اطمینان سے اے ابوالحسن! کیا تم میرے متعلق یہ بات کہتے ہو، بخدا! ہمارا ایمان تمہارے ایمان کی طرح ہے اور ہماری تصدیق تمہاری تصدیق کی طرح ہے''۔ اس کے بعد یہ لوگ جب ان سے جدا ہو گئے تو ابن ابی اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: ''دیکھا میں نے ان کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا، تم جب ان سے ملا کرو تو اسی طرح کیا کرو''۔ تو انہوں نے اس کی تعریف کی اور کہنے لگے کہ جب تک تم ہم میں ہو، ہم بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔ مسلمان جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو اس قصہ کی خبر دی تو یہ آیت کریمہ

نازل ہوئی''۔(تفسیر أبي السعود: ١/٦٤، ٦٥)

یہ روایت ''سدي عن كلبي عن أبي صالح عن ابن عباسؓ'' کے طریق سے مروی ہے۔اس کی سند کا حال تو یہ ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے ''تخريج أحاديث الكشاف'' میں اسے ''سلسلة الكذب'' کہا ہے،اس کے موضوع ہونے کی ایک دوسری دلیل یہ ہے کہ روایت میں حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ کا داماد قرار دیا گیا ہے، حالانکہ سورۃ البقرہ اوائل ہجرت میں نازل ہوئی ہے، جب کہ حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے نکاح ہجرت کے دوسرے سال میں ہوا تھا۔ (الإسرائيليات والموضوعات في كتب التفسير: ٢/٣١٢)

پانچواں انتقاد!: جیسا کہ پہلے کئی بار گذر چکا ہے کہ علامہ ابوالسعودؒ نے اپنی تفسیر میں تفسیر کشاف سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے، مگر اعتزالیات میں انہوں نے علامہ زمخشری کی اتباع وموافقت نہیں کی ہے۔لیکن ایک عجیب بات تفسیر کے بعض مقامات کے مطالعہ سے یہ سامنے آئی ہے کہ اگر معتزلہ کا مذہب کسی آیت کے مخالف ہو تو علامہ ابوالسعودؒ اس آیت سے متعلق معتزلہ کا مذہب بیان کرنے کے بعد ان کے اس آیت سے متعلق بیان کردہ جوابات ذکر کرتے ہیں اور ذکر کرتے ہی چلے جاتے ہیں، مگر اہل السنّت والجماعت کی جانب سے وہ معتزلہ کے ان جوابات وتوجیہات کا ردّ پیش نہیں کرتے۔ مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت کریمہ: ﴿ويمدّهم في طغيانهم يعمهون﴾ کی تفسیر کے ذیل میں انہوں نے فرمایا: ''معتزلہ کے لئے چونکہ اپنے مسلک پر اس آیت کا اجراء متعذر تھا اس لئے انہوں نے تاویل کی راہ اپناتے ہوئے اس آیت کے کئی جواب دیئے ہیں، پھر معتزلہ کے تین جواب انہوں نے ذکر کیے اور ان پر ردّ کیے بغیر آگے چل دیئے''۔(تفسير أبي السعود: ١/٦٦، ٦٧) اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت کریمہ: ﴿ختم الله على قلوبهم﴾ چونکہ معتزلہ کے مسلک کے خلاف ہے، اس لئے وہ اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے اس کے مختلف جواب دیتے ہیں، اس سلسلے میں انہوں نے معتزلہ کے سات جواب ذکر ہے۔مگر ان کا ردّ انہوں نے نہیں کیا۔(تفسير أبي السعود: ١/٥٣، ٥٤)

چھٹا انتقاد!: علامہ ابوالسعودؒ چونکہ اصلاً عربی نہیں ہیں، نہ ہی عربی ماحول میں انہوں نے پرورش پائی ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ ان پر معقولی رنگ زیادہ غالب ہے اس لئے تفسیر میں ان کی عبارات اور اسی طرح ان کے طرزِ نگارش میں عمق اور باریکی بہت زیادہ پائی جاتی ہے، جن کی وجہ سے ان کے کلام میں تعقید لفظی ومعنوی، پیچیدگی وغموض اور غرابت بکثرت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ کبھی وہ مبتدأ ذکر کرتے ہیں تو اس کی خبر کئی سطور کے بعد جا کر ذکر کرتے ہیں، اسی طرح شرط ذکر کرتے ہیں تو جوابِ شرط کی باری بہت دیر بعد آتی ہے، جس کے باعث کلام کا سمجھنا ایک عام قاری کے لئے نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہاروت وماروت کے قصہ میں انہوں نے مبتدأ کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وأما مايحكى من أن الملائكة۔ عليهم السلام۔...... پھر "مايحكى......" جو کہ مبتدأ متضمن معنیٰ شرط ہے، کی خبر پوری سترہ سطور کے بعد انہوں نے یوں ذکر کی: فممّا لاتعويل عليه...... (تفسير أبي السعود: ١/١٣٧)

کتاب کی علمی خدمات !: تفسیر ابی السعود کی عظمتِ شان اور جلالتِ قدر کے باوجود جس خدمت کی یہ مستحق تھی، اس کی اتنی خدمت نہیں ہوئی دیگر تفاسیر کی طرح اس پر کوئی زیادہ حواشی وتعلیقات نہیں لکھے گئے جو مفسر کی مراد واضح کرتے یا ان کی کسی قابلِ اعتراض بات پر ان کا تعقب کرتے۔ ہماری نظر سے اس پر کیا گیا کوئی ایسا کام نہیں گذرا، البتہ حاجی خلیفہؒ نے اس تفسیر پر کلام کرتے ہوئے اس پر کیے گئے بعض کام ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

''اس تفسیر پر مکمل تعلیقات کسی نے بھی نہیں لکھی ہیں، البتہ بعض مقامات پر نہایت مفید تعلیقات لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک شیخ احمد رومی احصاری (المتوفی ١٠٤١ھ) کا حاشیہ ہے، جو سورۃ روم سے سورۃ دخان تک ہے۔ ایک نہایت مفید اور عظیم الشان حاشیہ شیخ رضی الدین بن یوسف مقدسی کا ہے، انہوں نے شروع سے لے کر تقریباً نصف تفسیر تک تعلیقات لکھی ہیں۔ بعد ازاں اسے انہوں نے اسعد بن سعد الدین کو القدس کی زیارت کے موقع پر بطور ہدیہ دیش کیا۔ اس میں ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ علامہ زمخشری، قاضی بیضاویؒ اور علامہ ابوالسعودؒ کا کلام نقل کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ یہ تعبیر استعمال کرتے ہیں: ''قال الكشاف، وقال القاضي، وقال المفتي ''۔ اس کے بعد ان کے درمیان محاکمہ کرتے ہیں۔ اس حاشیہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی ہے: ''الحمدلله الذی أنزل الكتاب علی عبده...... ''۔ اس تفسیر کے دیباچہ جس کی اہمیت ہم پہلے بیان کر آئے ہیں، کی بھی شرح لکھی گئی ہے۔ یہ شرح محمد بن محمد حسینی المعروف زیرک زادہ نے ۱۰۰۳ھ میں لکھی ہے''۔ (كشف الظنون:٦٦)

غرض اس تفسیر پر ایک ایسے کام کی اشد ضرورت ہے، جس میں اسرائیلی روایات کی نشاندہی، ضعیف وموضوع احادیث پر تنبیہ، قرآنی آیات واحادیث نبویہ کی تخریج، احادیث کے درجات واحکام کی تعیین، مفسر کے کلام میں موجود تعقید وپیچیدگی کے ازالہ، اشعار کی تخریج، ان کی بحور کی تعیین اور ان میں مذکور مشکل الفاظ کے معانی، شاعر کا نام، مسائل فقہیہ میں مذاہب ائمہ اور ان کے دلائل کی تخریج، بعض مشکل الفاظ، تعبیرات واصطلاحات کی تشریح، اور معتزلہ اور دیگر فِرَق باطلہ کے دلائل کے جوابات وغیرہ پر قلم اٹھایا گیا ہو۔

کتاب کے ایڈیشن !: ہمارے پیش نظر اس وقت اس کتاب کا صرف ایک نسخہ ہے، جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اسے شیخ عبداللطیف عبدالرحمٰن کے حواشی کے ساتھ بیروت سے دارالکتب العلمیہ نے چھاپا ہے۔ اس ایڈیشن میں کمپوزنگ کی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں، مگر ان کی تعداد کم ہے۔ یہ غلطیاں آیات کریمہ کے الفاظ کے ضبط میں بھی کی گئی ہیں۔ اس ایڈیشن میں شیخ عبداللطیف نے شروع میں تقریباً ڈھائی صفحات پر مشتمل ایک مختصر سا مقدمہ لکھا ہے، جو علامہ ابوالسعودؒ اور ان کی تفسیر کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں اس ایڈیشن میں ان کا کام اشعار کی تخریج اور ان کی بحور کی تعیین سے آگے نہیں گیا ہے البتہ دو تین مقامات پر احادیث کی تخریج بھی انہوں نے کی ہے۔ حالانکہ جو کام کرنے کے تھے وہ انہوں نے کیے نہیں۔ لعلّ الله يحدث بعد ذلك أمرا. ☆☆☆